خواتین

سے متعلقہ

روزے کے چند اہم مسائل

www.KitaboSunnat.com

جمع وترتیب:

حافظ محمد طاہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

”خواتین سے متعلقہ روزے کے چند اہم مسائل“

✿۔ پہلا مسئلہ: روزے کی رخصت؛

اللہ تعالی نے فطری ایام (حیض ونفاس کی حالت) میں عورت کے لیے آسانی رکھی ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھے گی، بلکہ اس حالت میں روزہ رکھنا اس پر حرام ہے، یہ تمام مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی مسئلہ ہے، نبی کریم ﷺ کے زمانے اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے لے کر آج تک کسی صحیح العقیدہ مسلمان عام وخاص نے اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔

⇐ ۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذَلِكَ نُقْصَانُ دِينِهَا.

”کیا ایسا نہیں ہوتا کہ عورت جب حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے، یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔“ (صحيح بخاری:۱۹۵۱)

یہ حدیث اس مسئلے میں بالکل صریح ہے۔

⇐ اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ نَطْهُرُ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ، وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

”ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں حائضہ ہوتیں، پھر جب پاک ہو جاتیں تو آپ ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیتے جبکہ نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے۔“

(سنن الترمذی : ۷۸۷، صحيح بخاری : ۳۲۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ پھر جب ہم پاک ہو جاتیں تو روزے کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا، یہ بھی اس مسئلے میں واضح و صریح دلیل ہے اور اسی پر مسلمانوں کا

اتفاق ہے۔

⇐ چنانچہ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں :

هذا الحُكمُ متَّفقٌ عليه، أجمع المسلمونَ على أنَّ الحائِضَ والنُّفَساءَ لا تجب عليهما الصَّلاةُ ولا الصَّومُ في الحال.

"یہ متفق علیہ حکم ہے، مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت پر اس حالت میں نماز اور روزہ واجب نہیں۔" (شرح صحيح مسلم : ٤/ ٢٦)

⇐ نیز حافظ ابن حزم (مراتب الإجماع : ٣٩) اور علامہ شوکانی (نيل الأوطار : ٢/ ٢٨٠) رحمہا اللہ نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

نیز اس حالت میں روزہ رکھنا ناجائز و حرام ہے اس پر بھی مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

⇐ ۔ جیسا کہ امام ابن جریر رحمہ اللہ (٣١٠ھ) فرماتے ہیں :

أجْمَعُوا على أنَّ عَلَيْها اجْتِنابَ كُلِّ الصَّلَواتِ فَرْضِها ونَفْلِها واجْتِنابَ جَمِيعِ الصِّيامِ فَرْضِهِ ونَفْلِهِ.

"علماء کا اجماع ہے کہ عورت (حیض و نفاس میں) تمام فرضی و نفلی نمازوں اور تمام فرضی و نفلی روزوں سے اجتناب کرے گی۔"

(اختلاف الفقهاء كما فى المجموع للنووي : ٢/ ٣٥١)

⇐ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں :

فأجمعَتِ الأُمَّةُ على تحريمِ الصَّومِ على الحائِضِ والنُّفَساءِ.

"امت مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ حائضہ اور نفساء کے لیے روزہ رکھنا حرام ہے۔" (المجموع شرح المهذب : ٢/ ٣٥٤)

⇐ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) فرماتے ہیں :

يحرم على الحائض الصلاة والصيام بالنص والإجماع.

”حائضہ کے لیے نماز اور روزہ رکھنا نص اور اجماع کی بنیاد پر حرام ہے۔“

(مجموع الفتاوى : ٢٦/ ١٧٦)

اس پر امام ترمذی (تحت الحديث : ٧٨٧)**، علامہ ابن رشد** (بدية المجتهد : ١/ ٩٢)**، ابن قدامہ** (المغني : ١/ ٣٨٧)**، قرطبی** (الجامع لأحكام القرآن : ٣/ ٨٢)**، صنعانی** (سبل السلام : ١/ ١٥٥) **اور شوکانی** (نيل الأوطار : ١/ ٣٤٨) **رحمہم اللہ نے بھی اجماع نقل کیا ہے۔**

✿۔ دوسرا مسئلہ: چھوڑے روزوں کی قضا:

فطری ایام میں چھوڑے گئے روزوں کی قضا ضروری ہے، دیگر ایام میں عورتیں اُن ایام کی گنتی پوری کریں گی۔

⇚ جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ».

ہمیں (رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں) حیض آتا تھا تو روزوں کی قضا دینے کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

(صحيح بخارى: ٣٢١، صحيح مسلم: ٣٣٥/ ٧٦٣ واللفظ له)

⇚ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر عنوان قائم کیا ہے:

بَابُ وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلَاةِ.

حائضہ کے لیے روزے کی قضا واجب ہے، نماز کی نہیں۔ (أيضًا)

اور جیسا کہ اوپر گزرا کہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

"رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں حیض آتا پھر ہم پاک ہو جاتے تو آپ ہمیں روزے کی قضا کا حکم دیتے اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔"

(سنن الترمذي: ٧٨٧)

⇚ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ عنوان دیا ہے:

بَاب مَا جَاءَ فِي قَضَاءِ الْحَائِضِ الصِّيَامَ دُونَ الصَّلَاةِ.

”اس چیز کا بیان کہ عورت روزے کی قضا دے گی، نماز کی نہیں۔“ (ایضًا)

⇐ ابو سلمہ بیان کرتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كَانَ يَكُونُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلَّا فِي شَعْبَانَ.

”میرے ذمے رمضان کے روزے ہوتے تو میں ان کی قضا شعبان میں ہی دے پاتی تھی۔“ (صحيح بخاري : ١٩٥٠، صحيح مسلم : ١١٤٦)

⇐ امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یوں باب قائم کیا ہے :

وَضْعُ الصِّيَامِ عَنِ الْحَائِضِ.

”حیض کی حالت میں (وقتی طور پر)روزہ معاف ہونا۔“

(سنن النسائي، قبل الحديث : ٢٣١٩)

یعنی اس حدیث میں بھی عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں کہ وہ رمضان میں بوجہ حیض رہ جانے والے جو روزے ان کے ذمہ ہوتے تھے وہ ان کی قضا بعد میں دیا کرتی تھیں۔

اس مسئلے میں بھی علماء کا کوئی اختلاف نہیں، بلکہ سب متفق ہیں۔

⇐ جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ (٢٧٩ھ) فرماتے ہیں :

الْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا إِنَّ الْحَائِضَ تَقْضِي الصِّيَامَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ.

”اہل علم کے ہاں اسی حدیث پر عمل ہے اور ہمارے علم کے مطابق ان میں اس مسئلے پر کوئی اختلاف نہیں کہ حائضہ روزے کی قضا دے گی، نماز کی قضا نہیں دے گی۔“ (سنن الترمذی، بعد ح: ٧٨٧)

⇐ امام ابن المنذر رحمہ اللہ (٣١٨ھ) فرماتے ہیں :

وأجمعوا على أن عليها قضاء ما تركت من الصوم في أيام حيضتها.

”علماء کا اجماع ہے کہ عورت اپنے حیض کے ایام میں جو روزے چھوڑے گی، ان کی قضا اس پر واجب ہے۔“ (الإجماع : ٣٠)

⇐ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں :

أجمع العلماء أن الحائض تقضي الصوم، ولا تقضي الصلاة.

”علماء کا اجماع ہے کہ حائضہ روزے کی قضا دے گی، نماز کی نہیں دے گی۔“

(الجامع لأحكام القرآن : ٣/ ٨٣)

اس کے علاوہ علماء کی کثیر تعداد نے اس مسئلے پر اجماع و اتفاق نقل کیا ہے۔

مثلاً دیکھیں؛ المحلى لابن حزم : ١/ ٣٩٤، التمهيد لابن عبد البر : ٢٢/ ١٠٧، شرح السنة للبغوي : ٢/ ١٣٩، الإفصاح لابن هبيرة:١/ ٥١ ، نيل الأوطار : ١/ ٣٤٨).

اگر اس مسئلے میں کوئی دلیل نہ بھی ہوتی تو پوری امت کا اجماع ہی کافی تھا، جیسا کہ معمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: ”حائضہ روزے کی قضا دے گی۔“ میں نے پوچھا: آپ یہ کس سے بیان کرتے ہیں؟ یعنی اس کی دلیل کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا :

هَذا ما اجْتَمَعَ النّاسُ عَلَيْهِ ولَيْسَ فِي كُلِّ شَيْءٍ نَجِدُ الإسْنادَ.

”یہ وہ مسئلہ ہے جس پر تمام لوگ متفق ہیں، ہر چیز میں ہمارے پاس سند نہیں ہوتی۔“ (مصنف عبد الرزاق : ١/ ٣٣٢ وسنده صحيح)

⇚ ⇚ ایک اشکال کا ازالہ :

نماز کی قضا نہیں تو روزے کی قضا کیوں؟

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حیض و نفاس میں رہ جانے والی نمازوں کی قضا نہیں تو پھر روزوں کی قضائی کیونکر ہے، جبکہ نماز تو روزے سے زیادہ اہم رکن ہے؟

اس کا جواب وہی ہے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کو دیا تھا، جب اس نے سوال کیا :

حائضہ عورت کا یہ حال کیوں ہے کہ وہ روزوں کی قضا دیتی ہے نماز کی نہیں ؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو ؟ میں نے عرض کی : میں حروریہ نہیں، (صرف) پوچھنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے فرمایا: "ہمیں بھی حیض آتا تھا تو ہمیں روزوں کی قضا دینے کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔"

(صحیح مسلم : ٧٦٣)

حروریہ ایک خارجی فرقہ تھا، جو عقل کی بنیاد پر احادیث کا انکار کرتے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے اس لیے پوچھا تھا کہ کیا تم حروریہ ہو؟ یعنی جب اللہ تعالی نے حکم دے دیا ہے کہ نماز کی قضا نہیں دینی اور روزے کی قضا دینی ہے تو ہمارا کام صرف تسلیم کرنا ہے۔ اپنی عقل سے فیصلہ نہیں کرنا۔

⇚ امام بخاری رحمہ اللہ نے امام ابو الزناد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا :

إنَّ السُّنَنَ ووُجُوهَ الحَقّ لَتَأْتِي كَثِيرًا عَلَى خِلاَفِ الرَّأْيِ، فَما يَجِدُ المُسْلِمُونَ بُدًّا مِنَ اتِّبَاعِها، مِن ذَلِكَ أَنَّ الحائِضَ تَقْضِي الصِّيامَ ولاَ تَقْضِي الصَّلاَةَ.

”بہت سی سنتیں اور شریعت کے احکام عقل و رائے کے خلاف آتے ہیں اور مسلمانوں کے پاس ان کی پیروی کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہوتا، انہی میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ حائضہ روزے کی قضائی دے گی، نماز کی قضائی نہیں دے گی ۔“ (صحیح بخاری، قبل الحدیث : ۱۹۵۱، الفقیه والمتفقّه للخطیب : ٤١٢)

اس قول کا مطلب یہ کہ شرعی احکام کا معیار ہماری ناقص عقل نہیں بلکہ فرمانِ نبوی ﷺ ہے۔ خواہ وہ بظاہر عقل کے خلاف بھی نظر آئے مگر حق و صداقت وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمادیا۔ اسی کو مقدم رکھنا اور عقل ناقص کو چھوڑ دینا ایمان کا تقاضا ہے۔

⇐ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں :

هذا يدل على أن هَذا مما لا يدرك بالرأي، ولا يهتدي الرأي إلى وجه الفرق فيهِ.

”یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عقل سے بالاتر بات ہے اور (نماز اور روزے کی قضا میں) اس فرق کی وجہ عقل نہیں سمجھا سکتی۔“

(فتح الباری : ۲/ ۱۳٤)

بعض اہل علم نے اس کی توجیہات بھی کی ہیں، مثلا بعض کا کہنا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ روزے کی قضا اتنی مشکل نہیں ہے جتنی نماز کی ہے، کیونکہ روزے پورے سال میں صرف ایک بار آتے ہیں، چند دن ہوتے ہیں، ان کی گنتی آسانی سے یاد بھی رکھی جاسکتی ہے اور پھر عورت کے پاس اگلے رمضان سے پہلے پورا سال وقت ہوتا ہے جبکہ نمازیں ہر ماہ کئی چھوٹ جاتی ہیں، ان سب کی گنتی پورے حساب سے یاد رکھنا، پھر ہر ماہ ان کی قضا دینا بہت مشکل اور مشقت والا کام تھا اس

لیے اللہ تعالی نے اپنی رحمت کرتے ہوئے، نماز معاف کر دی اور روزے کی قضا کو برقرار رکھا۔

بہر حال حکمت کوئی بھی ہو، ہم اسی چیز کے پابند ہیں جو اللہ تعالی نے ہمارے ذمے لگائی ہے، جیسے عبادات فرض ہیں ہم اسی طرح انہیں بجالانے کے پابند ہیں۔

✿۔ تیسرا مسئلہ : دن میں کھانے پینے کی رخصت؛

جب عورت اس حالت میں روزہ چھوڑے گی تو صحیح قول کے مطابق اس کے لیے سارا دن کھانا پینا بالکل جائز ہے، اسے بھوکا پیاسا رہنے کی ضرورت نہیں، چاہے وہ دن کے کسی وقت پاک بھی ہو جائے تب بھی اس کے لیے اس دن کوئی پابندی نہیں بلکہ اگلے دن سے روزے شروع کرے گی۔

یہی علمائے مالکیہ (الکافی لابن عبد البر : ١/ ٣٤٠) اور شافعیہ (المجموع شرح المهذب : ٦/ ٢٥٧) کا مذہب ہے، اور حنابلہ کے ہاں ایک روایت ہے ۔

(الشرح الکبیر لابن قدامة : ٣/ ٦٢)

⇐ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (١٤٢١ھ) فرماتے ہیں :

إذا طهرت الحائض أو النفساء أثناء النهار لم يجب عليها الإمساك ، ولها أن تأكل وتشرب ، لأن إمساكها لا يفيدها شيئاً ، لوجوب قضاء هذا اليوم عليها.

”اگر حیض و نفاس والی عورت دن میں کسی وقت پاک ہو جائے تو اس کے لیے کوئی پابندی نہیں وہ کھا پی سکتی ہے کیونکہ اس پر بعد میں اس دن کی قضاء واجب ہے تو اس پابندی کا اسے کوئی فائدہ نہیں۔“

(مجموع فتاوی الشیخ ابن العثیمین : ١٩/ ٩٩، الشرح الممتع : ٤/ ٣٨١)

البتہ اگر عورت سب کے سامنے کھانے پینے کی بجائے کچھ ہٹ کر کھائے تو یہ شرم و حیاء کے اعتبار سے اور روزہ داروں کے احترام میں زیادہ اچھا ہے۔

✿۔ چوتھا مسئلہ : رحمتِ الٰہی؛

اگر کوئی عورت پاکیزگی کے دنوں میں باقاعدگی سے فرض نمازوں، نوافل و تراویح اور تلاوت قرآن کا اہتمام کر رہی ہو لیکن ان ایام کی وجہ سے سب رک جائے تو اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، راجح قول کے مطابق اس کے لیے اُن ساری عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جو وہ پہلے کیا کرتی تھی۔

⇐ جیسا کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا مَرِضَ العَبْدُ، أَوْ سَافَرَ، كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا».

”جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں اقامت یا صحت کے وقت یہ کیا کرتا تھا۔“

(صحيح بخارى : ٢٩٩٦)

⇐ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

”یہ ہر اس بندے کے حق میں ہے جو اطاعت کا کوئی کام کرتا تھا، پھر اس میں کوئی رکاوٹ آگئی اور اس کی نیت تھی کہ اگر یہ رکاوٹ نہ ہوتی تو وہ ضرور اس عمل پر برقرار رہتا۔“ (فتح الباري : ٦/ ١٣٦)

⇐ اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَابُ بِبَلَاءٍ فِي جَسَدِهِ إِلَّا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ يَحْفَظُونَهُ، فَقَالَ : اكْتُبُوا لِعَبْدِي فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مَا كَانَ يَعْمَلُ مِنْ خَيْرٍ، مَا كَانَ فِي وِثَاقِي».

”جب کوئی آدمی کسی جسمانی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ (نیکیاں) لکھنے والے فرشتوں سے کہتے ہیں: میرا بندہ جب تک میری (آزمائش کی) قید میں ہے، تم اس وقت تک اس کے شب و روز کے نیکیوں کے معمولات لکھتے رہو۔“

(مسند احمد، ط ; الرسالة : ١١/ ١٩ وسنده صحيح)

⇚ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ ابْتَلَاهُ اللَّهُ فِي جَسَدِهِ إِلَّا كُتِبَ لَهُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي صِحَّتِهِ، مَا كَانَ مَرِيضًا، فَإِنْ عَافَاهُ عَسَلَهُ، وَإِنْ قَبَضَهُ غَفَرَ لَهُ».

”جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا کرے تو جب تک وہ بیمار رہتا ہے تو اسے ان اعمال کا ثواب ملتا ہے جو وہ صحت کے زمانہ میں کرتا تھا۔ پھر اگر اسے عافیت دے دے تو موت سے پہلے نیکی کی توفیق دے دیتا ہے اور اگر اس کو وفات دے دے تو اسے بخش دیتا ہے۔“ (الأدب المفرد: ٥٠١ وحسنه الألباني)

⇚ شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

بعض فقہائے شافعیہ کا کہنا ہے کہ حائضہ عورت کو اس کے فطری ایام میں نماز کا اجر ملتا ہے کیونکہ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کی حدیث عام ہے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے... إلخ.

تو انہوں نے جواب دیا:

”یہ کوئی بعید بات نہیں کیونکہ ظاہری دلائل اسی پر ہیں، جب اللہ تعالی اس کے دل میں جان لیں گے کہ اگر وہ حالتِ حیض میں نہ ہوتی تو ضرور نماز ادا کرتی لہذا اس کے لیے نماز پڑھنے والوں کی طرح اجر ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لیے ان تمام عبادات کا ثواب

لکھا جاتا ہے جنہیں اقامت یا صحت کے وقت یہ کیا کرتا تھا۔" اسی طرح آپ ﷺ نے غزوہ تبوک سے رہ جانے والے صحابہ کے بارے میں فرمایا تھا: "تم جس بھی وادی میں چلے ہو اور جس بھی گھاٹی کو عبور کیا ہے وہ تمہارے ساتھ تھے۔" اور ایک حدیث کے الفاظ ہیں کہ "وہ (مدینہ میں بیٹھے) تمہارے ساتھ اجر میں شریک ہیں کیونکہ انہیں عذر و مجبوری نے ساتھ آنے سے روکا ہے۔" تو جب اللہ تعالی حیض و نفاس والی عورت کے دل میں جان لیں گے کہ اسے صرف اسی مجبوری نے روکا ہے تو اس کے لیے بھی پورے اجر کی امید ہے۔"

(فتاوى الدروس ; هل يَجْرِي للحائض أجر الصلاة فترة عادتها؟)

اسی طرح شیخ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

کیا رمضان میں شرعی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑنے والا مثلا جیسے بوڑھا شخص وہ فدیہ دے گا تو کیا اسے روزہ دار جیسا اجر ملے گا؟

تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا:

"جی اس کے لیے اس ثواب کی امید ہے کیونکہ وہ شرعی طور پر معذور ہے اور معذور روزہ دار کے حکم میں ہوتا ہے... تو بہت بوڑھا شخص جو روزہ نہیں رکھ سکتا وہ معذور ہونے کی وجہ روزہ داروں کے حکم میں ہے کیونکہ اگر عاجز نہ ہوتا تو روزہ رکھتا۔" (فتاوى نور على الدرب : ١٠٤/ ١٦)

⇚ شیخ محمد آدم اثیوبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حائضہ اس مسئلے میں اس مریض کی طرح ہی ہے کہ جسے اس کا مرض ان اعمال کی ادائیگی سے روک دیتا ہے جو وہ حالت صحت میں کیا کرتا تھا، کیوں کہ عورت کی نیت یہ ہوتی ہے کہ اگر حیض نہ ہوتا تو وہ نماز ادا کرتی جو کہ ایک شرعی عذر ہے، اور مسافر کا معاملہ تو شاید اس سے بھی واضح ہے کہ وہ کسی بھی وقت سفر ختم

کر کے عبادات شروع کر سکتا ہے اس کے باوجود شریعت نے اس کے عذر کو تسلیم کیا ہے اور اسے حضر میں کیے جانے والے اعمال کا ثواب دیا ہے تو حائضہ کے لیے تو ممکن ہی نہیں کہ وہ اپنے ایام کو خود ختم کر سکے تو زیادہ اولیٰ ہے کہ شریعت اسے ان اعمال کا ثواب دے جو شرعی عذر نہ ہوتا تو وہ ضرور کرتی۔"

(البحر المحیط : ۲/ ۵۵۶)

اسی تفصیل کے مطابق اگر عورت عام دنوں میں رمضان کے روزے رکھے اور ان ایام میں رہ جانے والے روزوں کی بعد میں قضائی دے دے تو اس کے لیے اجر کامل کی امید ہے۔ إن شاء اللہ۔

اس مسئلے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت پر اللہ تعالی کی کس قدر رحمت و فضل ہے کہ مشکل ایام میں رخصت دے کر بنا کسی جسمانی عمل کے محض نیت کی بنیاد پر اسے اجر کا بھی مستحق بنا دیا۔ وکان فضل اللہ علیھن عظیما.

✿۔ پانچواں مسئلہ : نیکی کے دیگر راستے؛

عورت ان ایام میں کیسے رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھا سکتی ہے؟

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فطری ایام میں عورت پر اگرچہ نماز اور روزے کی پابندی ہوتی ہے لیکن اس کے علاوہ کئی ایک نیکی کے راستے اس کے لیے کھلے رہتے ہیں، اس لیے رمضان اور اس کے علاوہ سارا سال مختلف عبادات سے فائدہ اٹھا سکتی ہے، چونکہ یہ ایام مزاج وطبیعت کے لیے گراں ہوتے ہیں تو عورت اپنی طبیعت کے لحاظ سے درج ذیل جو عبادات آسانی سے کرنا چاہے کر سکتی ہے۔

⇚ ۔ ذکر واذکار اور استغفار :

قرآن مجید کی مصحف سے تلاوت میں اگرچہ قوی اختلاف ہے، لیکن علماء کا اتفاق ہے کہ عام ذکر واذکار میں اس پر کوئی پابندی نہیں، وہ زیادہ سے زیادہ ذکر واذکار، تسبیح و تحمید اور تہلیل و استغفار کرے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حج کے دوران حالتِ احرام میں یہ ایام شروع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :

«فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي».

"یہ چیز تو اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دی ہے، اس لیے آپ جب تک پاک نہیں ہو جاتیں تب تک بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے وہ تمام اعمال کرو جو حاجی کرتے ہیں۔" (صحيح بخاری : ٣٠٥)

اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ دورانِ حج بکثرت ذکر کیا جاتا ہے اور اللہ تعالی نے اس کا حکم دیا ہے، فرمایا :

﴿فَإِذَا أَفَضْتُم مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ﴾.

"جب عرفات سے کوچ کرو تو اللہ کا ذکر کرو۔" (البقرہ : ۱۹۸)

اور فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ﴾.

"اور ان گنتی کے چند دنوں میں اللہ تعالی کا ذکر کرو۔" (البقرة : ۲۰۳)

معلوم ہوا کہ اگر حائضہ کے لیے ذکر و اذکار اور استغفار ممنوع ہوتے تو آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاجیوں کی طرح تمام افعال کرنے کی اجازت نہ دیتے جبکہ اس میں ذکر و اذکار اور تلبیہ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اس پر مزید دلیل عید کے دن لوگوں کے ساتھ تکبیرات کہنے کی حدیث بھی ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔ إن شاء اللّٰہ۔

یہاں بطورِ ترغیب عرض ہے کہ بعض تابعین پسند کرتے تھے کہ ان ایام میں عورت نماز کے وقت اہتمام سے بیٹھ کر ذکر و اذکار کرے۔

(مصنف ابن أبي شيبة : ۲/ ۱۲۷، فتح الباری لابن رجب : ۲/ ۱۳۰)

لیکن یاد رہے کہ ہر نماز کے وقت اسے ہمیشگی کے ساتھ اپنانا درست نہیں کیونکہ اس کے متعلق کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، البتہ عام وقت میں سارا دن ذکر و اذکار کرتی رہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

⇚ اللہ تعالی سے دعائیں و التجائیں:

عورت ان ایام میں اللہ تعالی سے خوب دعائیں کر سکتی ہے، اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

اس کی ایک دلیل تو وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی کہ آپ ﷺ نے دورانِ حج طواف کے علاوہ تمام افعال کی اجازت دی جبکہ حج میں تو قدم بقدم دعائیں کی جاتی ہیں اور حاجی دل کھول کر اللہ تعالی سے التجائیں کرتے اور اپنی حاجات کا سوال

کرتے ہیں۔

اسی طرح دوسری دلیل آپ ﷺ کی وہ حدیث ہے جس میں آپ نے فطری ایام والی عورتوں کو دعا میں شامل ہونے کے لیے عید گاہ جانے کا پابند کیا، جیسا کہ

⇚ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لِتَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضُ فَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ».

”(عید گاہ کی طرف) پردہ دار کنواری اور حائضہ عورتیں بھی نکلیں اور وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شامل ہوں۔“

(صحیح بخاری : ۱٦٥٢، صحیح مسلم : ۸۹۰)

نیز بیان کرتی ہیں :

كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ حَتَّى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا حَتَّى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ.

”ہمیں عید کے دن (عید گاہ کی طرف) نکلنے کا حکم دیا جاتا حتیٰ کہ ہم کنواری لڑکیاں اور حیض والی عورتوں کو بھی نکالتے، یہ لوگوں کے پیچھے رہتیں، ان کی تکبیرات کے ساتھ تکبیرات کہتیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا مانگتی تھیں۔“

(صحیح بخاری : ۹۷۱، صحیح مسلم : ۸۹۰)

⇚ علمی دروس سننا اور دینی کتب کا مطالعہ :

ہم جانتے ہیں کہ علم دین سیکھنا حصولِ ثواب اور تقرب الٰہی کا ایک اہم ذریعہ ہے، اگر عورت ان ایام میں اپنے دینی مسائل سیکھنے کو وقت دے سکتی ہے چونکہ اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

جیسا کہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا بأس عليها أن تقرأ الصحف الدينية، والكتب الإسلامية، كمثل كتب الحديث، كتب الفقه، كتب التفسير.

”حائضہ کے لیے دینی رسائل، اسلامی کتب جیسے کتب حدیث، کتب فقہ اور کتب تفسیر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔“

(فتاوى نور على الدرب ،حكم قراءة الحائض الكتب الدينية)

⇐ تلاوت قرآن کی سماعت:

جس طرح قرآن مجید کی تلاوت عبادت ہے اسی طرح تلاوت سننا بھی عبادت، باعثِ ثواب اور ایمان میں زیادتی کا سبب ہے تو ان ایام میں عورت جس قدر ہو سکے تلاوت سن لے، موجودہ دور میں موبائل پر با آسانی سننے کی سہولت میسر ہوتی ہے۔

اس میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

«كَانَ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ يَقْرَأُ القُرْآنَ».

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں سر رکھ کر قرآن مجید پڑھتے، حالانکہ میں اس وقت حیض والی ہوتی تھی۔“ (صحيح بخارى : ٢٩٧، صحيح مسلم : ٣٠١)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس حالت میں قرآن مجید سننے میں کوئی حرج نہیں اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر مبارک رکھ کر تلاوت کر لیا کرتے تھے۔

⇐ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يجوز للمرأة أن تستمع إلى قراءة القرآن وهي حائض.

”عورت کے لیے حالتِ حیض میں تلاوتِ قرآن سننا جائز ہے۔“

(فتاوى نور على الدرب للعثيمين، حكم سماع المرأة للقرآن وهي حائض)

⇚ شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے اس متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

نعم، لها أن تستمع وهي حائض أو نفساء.

”جی، عورت کے لیے حیض یا نفاس کی حالت میں تلاوت قرآن سننا جائز ہے۔“

(فتاوى نور على الدرب لابن باز، استماع الحائض القرآن)

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”حیض و نفاس والی عورتوں کے لیے اللہ کا ذکر، اس کی تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر اور علمی درس میں شریک ہونا، قران مجید کی تلاوت کرنے والے سے تلاوت سننا اور ہر خیر کے معاملے میں شریک ہونا مشروع و جائز ہے، لیکن وہ صرف نماز و روزے کی ادائیگی اس وقت تک نہیں کرے گی جب تک پاک نہ ہو جائے، اسی طرح مصحف سے قرآن مجید نہ پڑھے البتہ صحیح ترین قول کے مطابق جو قرآن یاد ہو اسے زبانی پڑھ سکتی ہے، بالخصوص اگر اس کی ضرورت ہو۔“

(نور على الدرب، ما يحل للحائض وما يحرم)

حافظ محمد طاہر

رمضان المبارك ١٤٤٤هـ

مارچ 2023ء